رسائل و مسائل

حضرت لُوط علیہ السلام کے واقعہ کی توجیہ

قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کی جو سرگذشت سورۂ حجر، سورۂ ہودؔ اور بعض دوسری سورتوں میں بیان ہوئی ہے اس کا ایک ٹکڑا یہ بھی ہے کہ جب ان کے گھر وارد ہونے والے خوبصورت مہمانوں کو ان کی قوم کے بدکار اور نابکار لوگوں نے دیکھا تو وہ نہایت ناپاک ارادے سے ان کے گھر پر ٹوٹ پڑے اور ان کی رسوائی کے درپے ہوئے۔ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے نہایت پریشانی کے عالم میں ان بدکار لوگوں کو مخاطب کر کے جو الفاظ فرمائے وہ سورہ حجر میں یوں نقل ہوئے ہیں۔ قَالَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ ۝ قَالُوا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝ قَالَ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِينَ ۝ (اس نے کہا یہ میرے مہمان ہیں تو تم مجھے رسوا نہ کرو، اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو، وہ بولے کہ کیا ہم نے تمہیں دوسروں کو اپنے ہاں بلانے سے روکا نہ تھا؟ اس نے کہا یہ میری لڑکیاں ہیں، اگر تم کچھ کرنے والے ہو)۔

ایک رفیق نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ قرآن میں یہ بات نہایت اجمال کے ساتھ بیان ہوئی ہے اور تم نے بھی اپنے ایک مضمون مندرجہ ترجمان القرآن جلد ۶۴ عدد ۴ میں اس کی طرف ایک سرسری اشارہ ہی کر کے چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ تمہارا اجمال قرآن کے اجمال سے بھی زیادہ ہے جس سے ذہن میں الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پوری وضاحت ہونی چاہیے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ "یہ میری لڑکیاں ہیں، اگر تم کچھ کرنے ہی والے ہو؟"

جواب

حضرت لوط علیہ السلام کے اس قول کی چند توجیہیں سامنے آتی ہیں:

ایک تو یہ کہ یہ بات انہوں نے انتہائی اضطرار اور مجبوری کے عالم میں فرمائی ہو جب انہوں نے دیکھا ہو کہ اب اپنے مہمانوں کو ان کمینہ لوگوں سے بچانے کی کوئی تدبیر بھی باقی نہیں رہ گئی ہے تو خدا کے بھروسہ پر اپنا سب کچھ بازی پر لگا دینے کے لیے تیار ہو گئے ہوں کہ شاید ادھر سے ان سے نجات پانے کی کوئی راہ نکلے۔

دوسری یہ کہ انہوں نے بحیثیت ایک بزرگ قوم کے ان غنڈوں کو یہ نصیحت فرمائی ہو کہ بجائے یہ ذلیل اور رسوا کن حرکت کرنے کے وہ اپنے شہوانی جذبات کی تسکین کے لیے عورتوں کی طرف توجہ کریں۔ اور "بناتی" سے ان کی مراد اپنی صاحبزادیاں نہ ہوں بلکہ قوم کی بیٹیاں ہوں۔

تیسری یہ کہ انہوں نے اپنی ہی صاحبزادیوں کو پیش تو کیا ہو لیکن نکاح کے لیے نہ کہ سفاح کے لیے۔

ان میں سے آخری دو توجیہیں عام طور پر تفسیر کی کتابوں میں ملتی ہیں لیکن میرا دل ان پر نہیں جمتا۔ جہاں تک آپ کی صاحبزادیوں کا تعلق ہے جس طرح ان کے سفاح کے لیے پیش کیے جانے کا تصور نہیں کیا جا سکتا اسی طرح ایسے غنڈوں کے آگے، جب کہ وہ کافر بھی ہوں، ایک پیغمبر باپ کی طرف سے ان کا نکاح کے لیے بھی پیش کیا جانا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ رہی یہ بات کہ انہوں نے قوم کے بزرگ کی حیثیت سے ان اشرار کو قضائے شہوت کے لیے طبقۂ نسوان کی طرف توجہ دلائی ہو اور ھٰؤلاء بناتی سے انہوں نے اپنی لڑکیوں کے بجائے قوم کی لڑکیوں کو مراد لیا ہو تو مجھے یہ توجیہ بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ اولاً تو ھٰؤلاء بناتی کا یہ مفہوم لینا صریح تکلف ہے، ثانیاً اس کے جواب میں پھر اشرار کے اس قول کا کیا مطلب ہو گا کہ قالوا لقد علمت ما لنا فی بناتك من حق (وہ بولے کہ تم تو جانتے ہی ہو کہ تمہاری لڑکیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے) اگر مراد قوم کی لڑکیاں ہوتیں تو ان کے اندر تو شادی بیاہ کرنے کا ان کو حق حاصل تھا اور وہ اس حق کو استعمال بھی کرتے تھے، غیر فطری رجحان کے غلبہ کے باوجود وہ شادی بیاہ سے تو یک قلم دستبردار نہیں ہو گئے تھے؟ نیز حضرت لوط علیہ السلام کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہو گا کہ ان کنتم فاعلین (اگر تم کچھ کرنے ہی پر تل گئے ہو) اس سیاق و سباق میں تو اس فقرہ کا کوئی مطلب باقی نہیں رہتا۔

اب رہی پہلی توجیہ تو اس کا ایک محمل ضرور سمجھ میں آتا ہے۔ وہ یہ کہ انہوں نے یہ بات انتہائی مجبوری اور اضطرار کے عالم میں جیسا کہ حضرت کے ارشاد سے خود واضح ہے، محض قوم کی اخلاقی حس بیدار کرنے اور ان کو ہوش میں لانے کے لیے فرمائی ہو۔ مقصود ان کا صاحبزادیوں کو پیش کرنا نہیں بلکہ یہ تھا، کہ بدکاری کے نشہ میں سرشار لوگ سوچنے پر مجبور ہوں کہ ہمارے اندر ایک تو یہ غیرت مند اور شریف انسان ہے جو اپنے مہمانوں کے ناموس کے لیے خود اپنا ناموس بھی خطرے میں ڈالنے کے لیے تیار ہو گیا ہے اور اسی بستی میں ہم ایسے نابکار بھی ہیں کہ اس کے مہمانوں کے ناموس کے درپے ہیں۔ اس طرح کی قربانی اور جانبازی بسا اوقات بڑے بڑے بدمستوں کی آنکھیں بھی کھول دیتی ہے۔ فرض کیجیے کچھ پاجی لوگ کسی شریف اور وفادار آدمی کے پڑوسی پر اس کو قتل کر دینے کے ارادہ سے پل پڑیں یا اس کے بیوی بچوں کے ناموس کے درپے ہو جائیں اور وہ شریف ان سے یہ التجا کرے کہ بھائیو! اگر تم اس کو قتل کرتے یا اس کا ناموس لوٹنے ہی کے درپے ہو گئے ہو تو اس سے پہلے میرا گھر جلا دو اور میرے عزت و ناموس کو برباد کر لو تو اس سے اس کا مقصود فی الواقع یہ تو نہیں ہوتا کہ وہ اپنا ناموس ان کی نذر کر رہا ہے بلکہ اس طرح وہ مخاطب کی اخلاقی حس کو بیدار کرنا چاہتا ہے اور اگر مخاطب کے اندر نیکی اور خدا ترسی کی ادنیٰ رمق بھی باقی ہوتی ہے تو وہ کم از کم ایک مرتبہ سوچنے پر تو مجبور ہو ہی جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح کے حالات اور اسی قسم کے مقصد کے تحت حضرت لوط علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا اور اس امید کے ساتھ فرمایا ہو گا کہ جب میں اپنے مہمانوں کے ناموس کی حفاظت کے لیے یہ آخری بازی بھی کھیل جاؤں گا تو کیا عجب ان لوگوں کے اندر کچھ شرم و غیرت پیدا ہو جائے اور اگر ان لوگوں کے اندر شرم و غیرت نہ پیدا ہوئی تو امید ہے کہ میرا رب میری مدد فرمائے گا اور میرے مہمان اور میرے اہل و عیال ان شریروں کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ان کی قوم کے اشرار کے دل تو ان کے دلدوز فقروں سے نرم نہیں ہوئے لیکن اپنے رب سے جو امید انہوں نے باندھی تھی وہ پوری ہوئی یعنی قوم پر خدا کا عذاب نازل ہو گیا اور حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے صاحب ایمان اہل بیت کو خدا نے اپنے فرشتوں کی حفاظت میں ان کے